AL-AHQAQ Recognized by HEC in Y-Category
https://ahqaq.com/index.php/Journal/article/view/46 ONLINE - ISSN- 3006-595X
Volume.3, Issue.1 (2025) PRINT - ISSN- 3006-5941

ریڈیو پاکستان کی نشریات اور مشاہیر ادب و دانش

Radio Pakistan's broadcasts and literary and scientific celebrities

Saba Pervaiz

PhD Urdu scholar, Institute of Urdu Language and Literature

Punjab University, Lahore

sabaprz786@gmail.com

Prof (Dr.) Muhammad Kamran

Dean Faculty of Oriental learning, Punjab University, Lahore

kamran.urdu@pu.edu.pk

Abstract:

This article presents a research-based and critical study of the beginning and evolution of radio in India, followed by an overview of its development. After exploring the reasons behind the introduction of radio in India and the collective nature of the writers and literary programs associated with it, the article also clarifies the state and nature of radio in India during the partition of India. In addition to highlighting the establishment and objectives of radio in Pakistan, the article also identifies the significant role played by radio in Kashmir during the warlike situation and in evoking a militant spirit. Furthermore, the article presents a research-based and critical analysis of the efforts made by writers and playwrights associated with Radio Pakistan. This article provides a detailed overview of the beginning, evolution, and development of radio and radio drama in India and Pakistan, as well as the services rendered by writers.

Key words: Radio, Pakistan, literature,Drama, Writers

پس منظری مطالعہ

بی بی سی سے فیلڈن جب ہندوستان میں ریڈیو سٹیشن قائم کرنے کے لیے فائز ہوئے تو زیڈ اے بخاری جو انھی دنوں ملازمتِ سرکار کے تحت شملہ میں تعینات تھے۔ سرکار برطانیہ نے زیڈ اے بخاری کو اس پراجیکٹ پر تعینات کیا گیا۔ ہر چند انھیں مواصلاتی کے تکنیکی معاملات سے نہ کوئی علاقہ تھا اور نہ ہی کوئی تجربہ۔ لیکن انھوں نے بڑی محنت اور لگن سے ریڈیو کے بارے میں وہ تمام قابلیت اور مہارت حاصل کر لی کہ بابائے نشریات کہلائے۔

زیڈ اے بخاری نے ریڈیو پر ادبی اور ثقافتی سرگرمیوں کی اہمیت کو تسلیم کرتے ہوئے آل انڈیا ریڈیو دہلی ہی سے ہندوستان بھر کے ادباو شعرا اور اہل دانش کو ریڈیو کی طرف مائل کیا۔ ریڈیو ٹاکس کے تحت غلام السیدین، عبدالماجد دریا آبادی، ساغر نظامی، آل احمد سرور، مرزا محمود بیگ، جگن ناتھ آزاد وغیرہم نے مشاہیر اور اہم موضوعات پر تقاریر کیں۔ ان ریڈیو ٹاکس میں مولانا حالی، چکبست لکھنوی، حکیم اجمل خاں، ڈپٹی نذیر احمد راشد الخیری، منشی پریم چند، علامہ اقبال اور محمد علی جوہر جیسی شخصیات کے علم وفن پر ناقدانہ اظہارِ خیال کیا گیا۔۔ اس کے ساتھ ساتھ مختلف افسانے اور ناولوں کی قسط وار تشہیر کے ذریعے سامعین کو ریڈیو نشریات کی طرف راغب کرنے کے لیے شروع میں امراؤ جان ادا، گئودان، فسانہ قسط وار نشر ہونے لگے۔ ریڈیو کی نشریات کو کامیاب بنانے میں ادیبوں اور شاعروں کا کردار بہت اہم رہا۔ انھوں نے ریڈیو سے وابستگی اختیار کی ریڈیو کی نشریات کے لیے کہانیاں لکھیں۔ ان میں منٹو، کرشن چندر اور اوپندر ناتھ اشک شامل تھے۔

ڈرامہ نگاری کی روایت ہندوستانی ادبیات میں صدیوں سے موجود تھی۔ تھیٹریکل کمپنیوں کی سٹیج ڈراموں کو کمرشلائز کرنے کے نتیجے میں ڈراموں کی تحریر میں جدت پیدا ہوئی۔ بخاری نے ریڈیائی ڈرامے کی تکنیکی خصوصیات کی معذوری اور مجبوریوں کو سامنے رکھ کر اس وقت کے معروف ادیبوں میں اس رجحان کو پیدا کرنے کی کوشش کی جس کے نتیجے میں اردو میں افسانوں اور ڈراموں کو ریڈیائی پیراہن میں ڈھالنے کا کام شروع ہوا اور آہستہ آہستہ ریڈیائی ڈرامے کی بنا پڑی۔

اس سلسلے میں ریڈیو پر پہلا ڈرامہ جو آن ایئر گیا اس کا نام "من توش" تھا جو 3 جنوری 1936 کو نشر ہوا۔ اس کے مصنف کشیر وچندر چیٹر جی تھے اس ڈرامے کی نوک پلک درست کر کے ریڈیو کے لیے حکیم احمد شجاع نے لکھا۔ (اردو میں ریڈیو ڈراما۔۔ آغاز وارتقا) سید امتیاز علی تاج، شوکت تھانوی، حکیم احمد شجاع پاشا، عصمت چغتائی جیسے معروف نثر نگار، ریڈیو کے لیے لکھنے والے بن گئے۔ اس دور میں ریڈیو سے وابستہ افراد ہونے والے دیگر افراد میں جوش ملیح آبادی، ساغر نظامی، آل احمد سرور، میرا جی، اختر الایمان سید عابد علی عابد فضل الحق، ن م راشد، اسرار الحق مجاز، مسعود حسین خاں، عشرت رحمانی، وغیرہ کے نام شامل ہیں۔ قیامِ پاکستان کے بعد بقول نظام الدین احمد نوے فیصد اردو سے وابستہ سٹاف پاکستان چلا گیا۔ آل انڈیا ریڈیو دلی میں بقول رفعت سروش حالت یہ تھی کہ:

> "آزادی کے موقع پر کوئی خصوصی پروگرام کرنا تو درکنار، ہمارے عام پروگرام بھی کینسل کر دیے گئے۔ جبکہ گجراتی مراٹھی اور انگریزی اور میوزک سیکشنوں نے اس سلسلے میں اہم پروگرام پیش کیے۔۔۔۔ بمبئی ریڈیو سٹیشن پر اردو اور ہندی ڈراموں کا تناسب 20 اور 80 قرار پایا اور اس کا باقاعدہ حساب ہیڈ کوارٹر میں بھیجنا ہمارے فرائض میں شامل ہو گیا"۔ (۱)

ریڈیو پاکستان اور مشاہیر ادب و دانش

تقسیم ہند کے باعث آل انڈیا ریڈیو پر اردو کے حوالے سے کڑا وقت آن پڑا تھا لیکن اس کے برعکس پاکستان بننے سے پہلے متحدہ پاکستان میں تین ریڈیو سٹیشن؛ آل انڈیا ریڈیو پاکستان پشاور آل انڈیا ریڈیو لاہور اور آل انڈیا ریڈیو ڈھاکہ، کام کر رہے تھے، پاکستان کے قیام کے بعد پہلے اعلان میں اسے آل انڈیا ریڈیو کے بجائے پاکستان براڈ کاسٹنگ سروس کے نام کے تحت آ گئے۔ (جسے بعد میں زیڈ اے بخاری نے ریڈیو پاکستان کا نام دیا)

قیام پاکستان کے وقت سب سے بڑا چیلنج یہ درپیش تھا کس کس طرح لسانی، جغرافیائی اور ثقافتی اکائیاں ایک قومی وحدت میں ضم ہو جائیں۔ ریڈیو پاکستان کے اس ابتدائی اور ابتلائی دور میں ریڈیو پاکستان کا ثقافتی محاذ سنبھال نے والوں میں مشاہیر علم و ادب کا نام سر فہرست ہے۔ ان مشاہیر میں دو طرح کے لوگ شامل تھے۔ ایک تو وہ جو پہلے سے ثقہ ادیب اور شاعر تھے اور دوسرے وہ جو بعد میں دنیائے ادب و ثقافت پر اتھارٹی بنے۔ انھوں نے بالواسطہ یا بلاواسطہ طور پر ریڈیو پاکستان کو اپنی تحریروں، ڈراموں تقاریر اور کلام سے سنوارا۔ ان مشاہیر ادب و دانش میں پطرس بخاری، سید امتیاز علی تاج، شوکت تھانوی، حکیم احمد شجاع پاشا، سعادت حسن منٹو، رفیع پیر، سید عابد علی عابد، ممتاز مفتی، صوفی غلام مصطفیٰ تبسم، ناصر کاظمی، اے حمید، جمیل الدین عالی، سیماب اکبر آبادی، رئیس امروہوی، فیض احمد فیض، ن م راشد، احمد ندیم قاسمی اور دیگر متعدد حضرات شامل تھے۔ ریڈیو پاکستان سے وابستہ ان مشاہیر ادب کے علاوہ ریڈیو پاکستان سے قدمے، قلمے سخنے وابستہ دیگر شخصیات میں اسلم خٹک، سلیم گیلانی، حمید نسیم، محمود نظامی، اشفاق احمد، بانو قدسیہ، رضی ترمذی، حمایت علی شاعر، ابن صفی، ضیا محی الدین، صاد قین، آغا بابر، مرزا ظفر الحسن، انور عنایت اللہ، تابش دہلوی، شاہد احمد دہلوی، ڈاکٹر اسلم فرخی، عزیز حامد مدنی، نصر اللہ خاں، میرزا ادیب، رضی اختر شوق، عبید اللہ علیم، قمر علی عباسی، سلیم احمد، ظہور احمد، ابن صفی، احمد داؤد، احمد جاوید، ابراہیم جلیس، محسن احسان، فارغ بخاری، خاطر غزنوی، احمد فراز، تاج سعید، زیتون بانو، رحیم گل، امجد اسلام امجد، عطاء الحق قاسمی، خالد احمد، نجیب احمد، شہزاد احمد، منیر نیازی قتیل شفائی، محمد حنیف رامے، بشیر منذر، نواز دانش، اعجاز حسین بٹالوی، (جو بعد میں ملک کے نامور وکیل اور ماہرِ قانون کے طور پر مشہور ہوئے۔) انگلستان میں دورانِ تعلیم بی بی سی ریڈیو سروس سے وابستہ رہے تھے۔ پاکستان آکر انھوں نے ریڈیو پاکستان کے لیے ضیا محی الدین کے ساتھ مل کر پروگرام پیش کیے۔ یہاں حریت پسندوں کا پہلا صوتی محاذ ریڈیو آزاد کشمیر تراڑ کھل کے مجاہدانہ کردار کا بھی تذکرہ ہو جائے۔

محمود نظامی 1947-48ء نے جہاد آزاد کشمیر کے لیے ریڈیو آزاد کشمیر تراڑ کھل میں مجاہدانہ کردار ادا کیا۔ کشمیری مسلمانوں کی مسلح جدوجہد کو طاقت دینے کے لیے ایک ریڈیو اسٹیشن کا قیام ناگزیر تھا جہاں سے کشمیری حریت پسندوں کے جذبات اور موقف کی ترجمانی کی جاسکے۔ کیونکہ بھارت کے کئی ریڈیو اسٹیشن کشمیری مجاہدین کیخلاف جھوٹے پروپیگنڈا کرتے رہتے تھے۔ جس کا جواب دینے اور مجاہدین کشمیر کی بھارتی اور ڈوگرہ فوج کیخلاف کامیابی سے کشمیری عوام کو مطلع کرنے کے 16 اپریل ۱۹۴۸ء کو ریڈیو آزاد کشمیر تراڑ کھل کی نشریات کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ یہ ریڈیو اسٹیشن تین ٹرکوں میں قائم کیا گیا تھا؛ ایک ٹرک میں ریڈیو اسٹیشن کی مشینری نصب کی گئی۔ دوسرے ٹرک میں سٹوڈیو قائم کیا گیا۔ اس پہلے ریڈیو اسٹیشن کے ڈائریکٹر محمود نظامی، اسسٹنٹ ڈائریکٹر چوہدری محمود اقبال، ن م راشد، پروڈیوسر اعجاز بٹالوی، ضیاء محی الدین، رائٹرز ممتاز مفتی، آغا طالش اور کیپٹن ریٹائرڈ ممتاز تھے۔ ریڈیو اسٹیشن میں مقبوضہ کشمیر کے ایسے اہل قلم افراد کی ایک تعداد شامل تھی۔ جنہوں نے آزادی کے لئے

اپنے ہاتھوں میں ہتھیار اٹھائے اور جہاد کیا۔ ان میں خواجہ عبد الاحد دلاوروانی، خواجہ غلام محی الدین، سیف الدین قریشی، خواجہ محمد منظور شاعر، عبدالغنی، خواجہ غلام رسول، عزیز وانی، غلام حسین، غلام رسول سرفراز، عبدالاحد بٹ، احمد شمیم، محمد نورالدین ڈار، میر عبدالعزیز، محمد علی کنول، سید نسیم احمد شمیم، حفیظ سالب، میر نورالدین اختر اور کئی دیگر کشمیریوں کے نام شامل ہیں۔ ابتدائی طور پر یہ ریڈیو اسٹیشن مری کے قریب ۷۵۰۰ (ساڑھے سات ہزار فٹ) کی بلندی پر قائم کیا گیا۔ ریڈیو اسٹیشن سے متعلقہ تمام افراد خیمے میں رہتے تھے اور ایک سال تک ان تمام افراد نے تنخواہ کے بغیر جہادی انداز میں قومی خدمات سرانجام دیں۔ بجلی کیلئے ایک جنریٹر بھی حاصل ہوگیا۔ تمام افراد نہایت جوش و جذبہ سے کام کرتے تھے اور سب زمین پر سوتے تھے۔ اس مقام پر شدید اور تیز بارش ہوتی تھی۔ ریڈیو اسٹیشن کا افتتاح قاری غلام رسول کی تلاوت سے ہوا۔ اس محاذ کے مجاہدین میں قاری غلام رسول کے علاوہ قاری عبید الرحمن بھی شامل تھے۔ مشاہیر نے یہاں پر اپنے مقام مرتبے سے قطع نظر قومی اور ملی جذبے کے تحت اپنی خدمات انجام دیں۔ اس کے بعد بھی جب وطن عزیز پر کوئی بھی افتاد آن پڑی تو اس کا ادبی و ثقافتی پھریرا دیوانہ وار لہرایا اور ہمارے شعرا و ادبا نے نوزائیدہ پاکستانی قوم میں قومی پالیسیوں کو مقبول بنانے اور عوام میں اتحاد و یگانگت پیدا کرنے کی کامیاب کوششیں کیں۔

جنگ ستمبر 65ء میں لاہور ریڈیو سٹیشن سے ملی نغموں کی ریکارڈنگ اور ملک بھر کے شعرا کے لکھے ہوئے ملی نغموں کی ریکارڈنگ قابل ذکر ہے۔ "جنگ ترنگ" کے نام سے انیس سو سرسٹھ میں زہرہ نگاہ اور ثریا مقصود نے 844 صفحات پر مشتمل تقریباً دو ہزار نظمیں کتابی صورت میں مرتب کیں جن میں اس دور میں حیات تقریباً تمام معروف و مقبول شعرا کی لکھی ہوئی جنگی نظمیں شامل ہیں) اس کے دیباچے میں شان الحق حقی نے لکھا ہے:

> " ہماری شاعری کے سر ایک عرصے تک یہ الزام رہا ہے کہ اس میں صرف گل و بلبل کی داستانیں پائی جاتی ہیں۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ اس نے قومی زندگی کے ہر مرحلے اور ہر موڑ پر نہ صرف زندگی کا ساتھ دیا بلکہ اسے آگے بڑھایا اور اپنی رجز خوانی سے رفتار کارواں کو تیز کیا"۔(۲)

زہرہ نگاہ اور ثریا مقصود نے حرف آغاز میں لکھا: "یہ نگارشات بحیثیت فن اور معانی ہمارے اعلیٰ ادب کے سر کا تاج اور ہماری سیاست کا حرف آخر ہیں۔" ریڈیو پاکستان کے کراچی سٹیشن پر بھی ملی نغمے ریکارڈ کیے گئے۔ جن شعرا کے لکھے ہوئے ملی ترانے ریکارڈ ہوئے اور ریڈیو پاکستان کے مائیک سے آن ایئر ہوئے، ان میں رئیس امروہوی، جمیل الدین عالی، قتیل شفائی، احمد ندیم قاسمی، طفیل ہوشیار پوری، حفیظ جالندھری، ناصر کاظمی، صہبا اختر، جان ایلیا، تنویر نقوی، مشیر کاظمی، فیض احمد فیض جیسے معروف شعرا شامل ہیں۔

ریڈیو پر علمی تقاریر اور مذاکروں کا اہتمام تمام ریڈیو سٹیشنز سے کیا جاتا تھا جن میں نامور علمائے دینیات و معاشرت و معیشت، ادب و ثقافت، تقاریر کرتے تھے۔ صوفیائے کرام اور اردو اور پنجابی ادب اور کبھی کبھی بنگالی اور دیگر علاقائی زبانوں کے لیجنڈ افراد کے بارے میں مختلف پروگرام اور فیچرز تیار کرکے ریڈیو پاکستان کے مائیک سے نشر کئے جاتے۔ مشہور عالم صداکار اور سٹیج شو کے دھنی ضیا محی الدین جب گورنمنٹ کالج لاہور زیر تعلیم تھے تو انھوں نے ریڈیو پاکستان کا رخ کیا جہاں پر ضیا جالندھری، رشید احمد اور رفیع پیر اور اعجاز بٹالوی کے ساتھ مل کر وہ ریڈیو پروگرامز کیا کرتے تھے۔ مگر یہیں سے ان کا راستہ اقصائے عالم کی طرف کھلا اور وہ کولمبو پلان کے تحت آسٹریلین براڈکاسٹنگ میں تربیت کے

لیے چن لیے گئے۔ واضح رہے کہ ان کے والد خادم محی الدین (جو تدریس کے پیشے سے وابستہ ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بلند ادیب اور پاکستان کی پہلی فلم تیری یاد کے مکالمہ نگار بھی تھے۔) ابتدا ہی سے وہ ریڈیو پاکستان لاہور کے لیے ڈرامے اور فیچر لکھا کرتے تھے۔

> "مشہور افسانہ نگار اور ڈراما نگار، ادیب اور دانشور اشفاق احمد کا اولین معتبر حوالہ ریڈیو پاکستان ہے۔ اشفاق احمد ۱۹۴۹ میں ریڈیو پاکستان سے وابستہ ہوئے۔ آواز کی دنیا میں اشفاق احمد کا فیچر "تلقین شاہ" ہے۔ جنگ ستمبر ۱۹۶۵ سے پہلے حسرت تعمیر کے نام سے بھی چلتا رہا"۔(۳)

یہ مقبول پروگرام ۱۹۶۴ میں ریڈیو پاکستان لاہور سے شروع ہوا اور کم و بیش ۴۰ سال تک باقاعدگی سے نشر ہوتا رہا۔ تلقین شاہ کا کردار خود اشفاق احمد خود ادا کرتے تھے۔ تلقین شاہ کا موضوع پاکستان کی سیاست، خارجہ پالیسی، اقتصادیات، ترقی، کمیونٹی، خواندگی، اخلاقیات اور عالمی واقعات تھے۔ تلقین شاہ نے خاص طور پر پاک بھارت تنازعہ، کشمیر، فلسطین کی جدوجہد، دیگر قومی اور عالمی مسائل پر دلکش اور ڈرامائی انداز میں موقف پیش کیا۔ تلقین شاہ، ریڈیو پاکستان کے ان پروگراموں میں شامل رہا جنھیں ہر دور میں ہر طبقہ فکر اور ہر عمر کے لوگ شوق سے سنا کرتے تھے۔ "تلقین شاہ" کے دیگر مستقل صداکاروں میں ہدایت اللہ، سلمان، زہرہ آپا، رقیہ، ببن میاں، مونا بیگم اور ماسٹر صاحب شامل تھے۔ تلقین شاہ کا کردار منافقت اور دوغلے پن کا نمائندہ تھا جو ہوتا کچھ ہے اور کرتا کچھ ہے۔ اس کی زبان اور لہجہ ہر کسی کو متوجہ کرتا تھا۔ اردو پنجابی کے الفاظ کا تال میل ایسا تھا کہ سامع کی مجال نہ تھی کہ پروگرام ختم ہونے سے پہلے اسے سننا بند کردے۔ ریڈیو پاکستان کے علاوہ یہ پروگرام بی بی سی، وائس آف امریکا اور کینیڈین ریڈیو سے بھی نشر ہوتا رہا۔ مقبولیت کے لحاظ سے یہ ریڈیو پاکستان کا نمبرون پروگرام تھا جسے گنیز بک آف ورلڈ ریکارڈ میں بھی شامل کیا گیا۔

ریڈیو پاکستان نے فکرِ اقبال کی تشریح و تفہیم کا بھی اہتمام کیا۔ جب لاہور اور کراچی کے سٹیشنوں سے پروگرام صوفی تبسم اور اسحاق امرتسری پیش کیا کرتے تھے۔ ان پروگراموں میں علامہ اقبال کے کلام کی تفہیم کی جاتی تھی۔ اسحاق امرتسری کے انتقال کے بعد کراچی سے یہ پروگرام حمید نسیم پیش کیا کرتے تھے۔ ریڈیو پر کلاسیکی شعرا اور ادیبوں کے بارے میں پروگرام پیش کیے جاتے تھے۔ اس سلسلے میں کراچی کا ایک پروگرام 'دانش کدہ' اور لاہور سٹیشن سے مختلف ادیبوں، شاعروں کے انٹرویوز اور مشاعروں کا اہتمام کیا جاتا رہا۔

> "کراچی ریڈیو سٹیشن سے "اردو کے مصادر" نامی ایک پروگرام سیماب اکبر آبادی پیش کرتے تھے۔ اس کے علاوہ ایک پروگرام جو چھے ماہ تک کراچی سٹیشن سے "بزمِ سخن" کے عنوان سے پیش کیا جاتا رہا۔ جس میں علامہ اقبال اور اکبر الہ آبادی کے بارے میں تقاریر نشر کی جاتی تھیں۔ فضل احمد کریم فضلی اور ابراہیم جلیس، ن م راشد اور بابائے اردو مولوی عبدالحق بھی علمی مباحثوں میں شرکت کیا کرتے تھے۔ کراچی ریڈیو سٹیشن سے اردو داستانوں؛ داستان امیر حمزہ، نوطرزِ مرصع، فسانہ عجائب، آرائش محفل، باغ و بہار، طلسم ہوشربا، آرائشِ محفل پر تقاریر نشر کی گئیں اور آل انڈیا ریڈیو دہلی کے ابتدائی ایام کی نشریاتی سرگرمیوں کا تتبع کیا گیا"۔(۴)

ریڈیو پاکستان کراچی سے ایک پروگرام بزمِ طلبہ میں شریک ہونے والے طلبہ مستقبل میں زندگی کے مختلف شعبوں میں نامور ہوئے ان میں سرفہرست نام یہ ہیں: حسین حقانی (پروفیسر، ماہر خارجہ امور)، ظہور الحسن بھوپالی (سیاستدان)، نقاش کاظمی، پیرزادہ قاسم، ایوب خاور، ثروت حسین، نصیر ترابی، یونس ہمدم (معروف شعرا) کاظم پاشا، حیدر امام رضوی، قاسم جلالی (ٹی وی پروڈیوسر) موناشہاب، فاطمہ حسن، پروین شاکر (شاعرات)، خوش بخت شجاعت، (سیاستدان پروگرام پریزینٹر) اشرف شاد، (ناول نگار)، جاذب قریشی، حسینہ معین، ذہین طاہرہ، (اداکارہ / صداکارہ) جاوید جبار، (پروڈیوسر ڈائریکٹر) دوست محمد فیضی (سیاستدان)، حسن جلیل، (اناؤنسر / کمپیر) فاطمہ جعفری (گلوکارہ)، اشفاق حسین (ادیب)، نیلوفر عباسی، طلعت اقبال، منور سعید (اداکار)

کتب پر تبصرے کے پروگرام مختلف ناموں سے لاہور اور کراچی ریڈیو سٹیشن سے نشر کیے جاتے تھے۔ لاہور سے "بک شیلف" کے عنوان سے پیش کیا جاتا جس میں تازہ شائع ہونے والی کتب پر اعتبار ساجد، ناہید شاہد، ظہیر بدر اور حسن رضوی تبصرے کیا کرتے تھے۔ اسی طرز پر دیگر سٹیشنوں پر بھی اسی نوع کے پروگرام پیش کیے جاتے جن میں مشاہیر ادب، نقاد کتب پر تبصرہ کرتے کبھی صاحب کتاب کو مدعو کرکے کتب پر تبصرہ کروایا جاتا۔ کراچی سے کتب پر تبصرہ "تنقید و تبصرہ" "ورق گردانی" اور نئی کتابیں" اور "میری لائبریری" کے عنوانات کے تحت نشر کیے جاتے تھے۔ ان تبصرہ کرنے والوں میں اے حمید، ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں، پروفیسر وقار عظیم، ممتاز حسن، کرار حسین، شائستہ اختر سہروردی، جیسے ادیب اور نقاد شامل تھے۔

ریڈیو پاکستان کے مشاعروں نے ایک نئی روایت کو جنم دیا۔ ملک بھر سے مختلف مواقع پر جو شعرا ان مشاعروں میں شرکت کیا کرتے تھے ان کی ایک طویل فہرست ہے۔ جن میں؛ حفیظ جالندھری، احسان دانش، ظہیر کاشمیری، فیض احمد فیض، حفیظ ہوشیارپوری، سیماب اکبر آبادی، صبا اکبر آبادی، احمد ندیم قاسمی، جمیل الدین عالی، مجید لاہوری، رئیس امروہوی، قتیل شفائی، ابن انشا، زہرہ نگاہ، حمید نسیم، سلیم گیلانی، محشر بدایونی، عشرت رحمانی، عزیز حامد مدنی، ماہر القادری، ارم لکھنوی، حمایت علی شاعر، عبیداللہ علیم، محسن احسان، فارغ بخاری، خاطر غزنوی، احمد فراز، ظفر اقبال، رضی اختر شوق، رئیس فروغ، قمر جمیل، رعنا اکبر آبادی، پروفیسر عنایت علی خاں، عطا شاد، شاہ محمد مری، ریاض مجید، فہمیدہ ریاض، پروین شاکر، پروین فناسید، شفیق سلیمی، خالد احمد، نجیب احمد، کلیم عثمانی، شہزاد احمد، شوکت واسطی۔ پاکستان میں ٹیلی ویژن کی آمد کے بعد بھی ریڈیائی مشاعروں میں نامور شعرا شرکت کرتے رہے۔

جہاں تک ڈراموں اور فیچر پروگراموں کا تعلق ہے۔ ریڈیو پاکستان سے وابستہ اہل قلم کا ذکر گذشتہ سطور میں ہو چکا۔ ان میں سے بعض اسما کے تکرار کی وجہ ان کی ایک سے زائد شعبوں ادا کی گئی خدمات ہیں۔ جیسے شاعری اور ریڈیو نشریات کے علاوہ، ڈراما پروڈکشن میں؛ رضی ترمذی، خاطر غزنوی، ممتاز مفتی، گوہر شادانی۔ فضل حق قریشی، ناصر شمسی، آغا ناصر، باسط سلیم، سلیم چشتی، سلیم احمد ابصار عبدالعلی، میرا ادیب ابو سعید قریشی، نظر زیدی، محمود نظامی، احمد سعید، رضیہ فصیح احمد، حجاب امتیاز علی، ہاجرہ مسرور، نواز کاوش، ڈاکٹر جسٹس جاوید اقبال، پروفیسر محمد سلیم ملک، وغیرہم بھی ریڈیائی ڈرامے میں اپنا حصہ ڈالا۔

پیشِ نظر مضمون میں ریڈیو پاکستان کی مقبولیت میں مشاہیر ادب اور اہل دانش کا جو کردار رہا۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ اس قابلِ تحسین کردار کا تعلق ارباب اختیار کی طرف سے کسی قسم کی مالی یا عہدہ جاتی ترقی کی ترغیبات کا رہینِ منت نہ تھا۔ بلکہ جذبۂ حب الوطنی اور انسان دوستی اور قومی دردمندی کا لاشعوری جذبہ کار فرما تھا۔ جس کی وجہ سے جملہ اصنافِ فن اور سخن سے مزین ریڈیو نشریات میں عوام کی کشش اور مقبولیت روز افزوں تھی۔ جن مشاہیر ادب اور دانشوروں کا ذکر کیا گیا۔ ان کے کارہائے نمایاں برائے ریڈیو نشریات مختلف مضامین اور اخباری فیچروں میں بکھرے پڑے ہیں۔ اس مضمون کے ذریعے ان کی کاوشوں اور مساعی کو مربوط تحریر و تدوین و تحقیق کے در کھولنے کی طرف راغب کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

حوالہ جات

رفعت سروش، آل انڈیا ریڈیو اور اردو، دہلی، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاوس، ۲۰۰۸، ص ۵۵
ڈاکٹر اخلاق اثر، ریڈیو ڈرامے کا فن، دہلی، مکتبہ جامعہ لمیٹیڈ، ۱۹۷۷، ص ۱۱۲
ڈاکٹر کمال احمد صدیقی، ریڈیو اور ٹیلی ویژن میں ترسیل و ابلاغ کی زبان، دہلی، قومی کونسل برائے فروغ اردو، ۱۹۹۸، ص ۶۱
زیڈ اے بخاری، سرگزشت، اسلام آباد، نیشنل بک فاؤنڈیشن، ۱۹۸۰، ص ۲۵۶